سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت مفصل و مستند تصنیف
علامہ علی ابن برہان الدین حلبیؒ کی مایہ ناز عربی تصنیف کا اردو ترجمہ

اُمّ السِیَر

سیرتِ حلبیہ اردو

مع اضافات

۵
جلد سوئم
نصف اول

مرتب و مترجم اردو ○ مولانا محمد اسلم قاسمی فاضل دیوبند
زیرِ سرپرستی ○ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب

دارُ الاشاعت
اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون 2631861

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : مئی ۲۰۰۹ء علمی گرافکس
ضخامت : ۵۲۳ صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa
Tel : 020 8911 9797

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K

امریکہ میں ملنے کے پتے

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A.

کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔!"
ہبار کی نیاز مندی اور معافی...... پھر انہوں نے اپنی گذشتہ حرکت پر آنحضرت ﷺ سے معذرت کی۔ جب یہ آپ کے پاس بیٹھ گئے تو انہوں نے آپ سے کہا۔

"السلام علیک یا نبی اللہ! میں آپ سے بھاگ کر مختلف شہروں میں مارا مارا پھرا اور سوچا کہ عجمیوں کے پاس جاکر رہنے لگوں مگر پھر مجھے ان لوگوں کے ساتھ آپ کی مہربانیاں و عنایات اور عفو و در گزر کی شان یاد آئی جنہوں نے آپ کے ساتھ بیہودگیاں کی تھیں۔ یارسول اللہ ﷺ! ہم لوگ مشرک تھے پھر خدا نے ہمیں آپ کے ذریعہ ہدایت عطا فرمائی اور ہلاکت و بربادی سے بچایا۔ لہٰذا آپ میری بے ہودگیوں سے در گزر فرمادیجئے اور جو کچھ میں نے کیا ہے اس کو معاف کر دیجئے کیونکہ میں اپنی بداعمالیوں کا اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔!"

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"اے ہبار! میں نے تمہیں معاف کیا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ بہتری اور خیر ظاہر فرمائی کہ تمہیں اسلام کی طرف ہدایت فرمادی اور اسلام گذشتہ تمام خطاؤں کو دھوڈالتا ہے۔!"

جہاں تک اس قول کا تعلق ہے کہ یہ ہجرت کر کے مدینے گئے تو اس بارے میں یہ اشکال ہے کہ یہ واقعہ فتح مکہ کے بعد کا ہے اور فتح مکہ کے بعد ہجرت ختم ہو چکی تھی (جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فتح مکہ کو جاتے ہوئے راستے میں ملاقات ہونے پر فرمایا تھا کہ تمہاری یہ ہجرت اسی طرح آخری ہجرت ہے جس طرح میری نبوت آخری ہے یعنی اب نہ تمہارے بعد ہجرت باقی رہی اور نہ میرے بعد نبوت باقی رہی۔ لہٰذا اب اس بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہاں ہجرت سے مراد صرف ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا ہے۔ اس کا اندازہ آگے عکرمہ ابن ابوجہل کے سلسلے میں آنے والی روایت سے ہوتا ہے۔

عکرمہ کے قتل کا حکم...... جہاں تک عکرمہ ابن ابوجہل کا تعلق ہے تو ان کے متعلق بھی آنحضرت ﷺ نے قتل کا حکم دے دیا تھا اور ان کا خون حلال فرمادیا تھا (جیسا کہ گذشتہ ابواب کے شروع میں ان گیارہ آدمیوں کے ساتھ ان کا نام ذکر کیا گیا ہے جن کو آپ نے واجب القتل قرار دیا تھا) عکرمہ بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔

یمن کی طرف فرار...... ان کے قتل کا حکم دینے کی وجہ یہ تھی کہ یہ عکرمہ اور ان کا باپ ابوجہل آنحضرت ﷺ کو ایذا رسانی اور تکلیفیں پہنچانے میں سب سے زیادہ سخت تھے اور تمام مسلمانوں کے بدترین دشمن تھے۔ اب جب عکرمہ کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا خون حلال فرمادیا ہے تو وہ یمن کی طرف بھاگ گئے۔

ان کی بیوی اُمّ حکیم تعاقب میں!...... ان کے بھاگنے کے بعد ان کی بیوی اُمّ حکیم بنت حرث ابن ہشام ان کے تعاقب میں گئیں یہ عکرمہ کے چچا کی بیٹی تھیں اور مسلمان ہو چکی تھیں۔ انہوں نے اپنے شوہر کو ساحل سمندر پر جا پکڑا جبکہ وہ ایک جہاز میں سوار ہونے کا ارادہ کر رہے تھے۔ ایک قول ہے کہ اُمّ حکیم نے ان کو جہاز میں ہی پایا تھا۔ غرض اس کے بعد یہ شوہر کو واپس لے آئیں۔ وہاں انہوں نے شوہر کو روکتے ہوئے ان سے کہا۔

"اے ابن عم! میں تمہارے پاس اس شخص کے پاس سے آئی ہوں جو سب سے زیادہ رشتہ داریوں کا خیال کرنے والے اور سب سے زیادہ بہترین انسان ہیں۔ تم اپنی جان کو ہلاکت میں مت ڈالو کیونکہ میں تمہارے لئے ان سے امان حاصل کر چکی ہوں۔!"

آنحضرت ﷺ کے پاس حاضری اور اسلام...... چنانچہ اس پر عکرمہ ابن ابوجہل اپنی بیوی کے ساتھ واپس آگئے جہاں پہنچ کر وہ مسلمان ہو گئے اور بہت بہترین مسلمان ثابت ہوئے۔ جب یہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچے تو کہنے لگے۔

"اے محمد ﷺ اس عورت یعنی میری بیوی نے مجھے بتلایا ہے کہ آپ مجھے امان دے چکے ہیں۔!"

آپ نے فرمایا۔ "یہ سچ ہے تمہیں امان دی جاچکی ہے۔!"

یہ سنتے ہی عکرمہ نے کہا۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ آپ اس کے بندے اور رسول ہیں۔!"

غیر معمولی مسرت اور عظیم پیش کش...... یہ کہہ کر عکرمہ نے شرمندگی کے ساتھ گردن جھکالی۔ اس وقت آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔

"عکرمہ !اس وقت تم مجھ سے کوئی بھی ایسی چیز مانگو جو میرے اختیار میں ہو تو وہ میں تمہیں دے دوں گا۔!"

اس پیشکش پر حضرت عکرمہ ابن ابوجہل نے عرض کیا۔

"آپ میری ہر اس دشمنی کے لئے جو میں نے آپ کے خلاف کی ہے میرے واسطے مغفرت کی دعا فرمائیں۔!"

آپ نے یہ سن کر ان کے لئے دعا کرتے ہوئے کہا۔

"اے اللہ !عکرمہ کی ہر وہ دشمنی جو انہوں نے میرے خلاف کی ہے اور ان کے تمام وہ کلمات جو انہوں نے میرے خلاف کہے ہیں معاف فرمادے۔!"

عکرمہ کا پُرجوش استقبال...... اس سے پہلے جب عکرمہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو آپ ان کو دیکھ کر خوشی کی وجہ سے جھپٹ کر ان کی طرف بڑھے اور ان کے لئے اپنی چادر مبارک بچھاتے ہوئے فرمانے لگے۔

"اس شخص کو خوش آمدید ہو جو مومن اور مہاجر کی حیثیت سے حاضر ہوا ہے۔!"

اس کے بعد حضرت عکرمہ بہت بڑے اور عظیم المرتبت صحابہ میں شمار ہوئے۔

عکرمہ کے متعلق آنحضرت ﷺ کا خواب...... بہجۃ المجالس میں علامہ ابن عبدالبر کی کتاب انس جلیل کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ جنت میں داخل ہوئے آپ نے اس میں کھجور کا ایک پھلدار درخت دیکھا جو آپ کو بہت پسند آیا۔ آپ نے پوچھا یہ کس کا ہے۔ تو آپ کو بتلایا گیا کہ یہ ابوجہل کا ہے۔ آنحضرت ﷺ کو یہ بات بہت گراں معلوم ہوئی اور آپ نے فرمایا کہ جنت میں صرف ایک مومن شخص ہی داخل ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد جب حضرت عکرمہ ابن ابوجہل آپ کے پاس مسلمان کی حیثیت سے آئے تو آپ بہت خوش ہوئے اور اس خواب کی یہ تعبیر لی کہ وہ درخت خرما عکرمہ کے لئے ہے۔ عکرمہ لُغت کے اعتبار سے گدھی کو کہتے ہیں۔

اس واقعہ سے یہ دلیل لی گئی ہے کہ بعض دفعہ خواب کی تعبیر بہت دیر میں ظاہر ہوتی ہے اور ایسا بھی

ہوتا ہے کہ خواب میں جس شخص کو دیکھا ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص مراد ہو۔
امِّ حکیم کا عکرمہ سے پرہیز...... (قال) اسلام لانے سے پہلے عکرمہ ابن ابو جہل جب بھی اپنی بیوی کو ہمبستری کرنے کے لئے بلاتے تو وہ انکار کر دیتیں اور کہتیں۔
"تم کافر ہو اور میں مسلمان ہوں اس لئے میرے اور تمہارے درمیان اسلام کی دیوار حائل ہے!"
اس پر یہ کہتے۔
"جس سبب سے تم مجھ سے گریز کرتی ہو وہ بہت بڑا معاملہ ہے۔!"
امِّ حکیم کی بیوگی کا واقعہ...... حضرت عکرمہ ابن ابو جہل جنگ یرموک کے موقعہ پر رومیوں کے خلاف لڑتے ہوئے شہید ہو گئے تھے۔ جب ان کے بعد ان کی بیوی اُمِّ حکیم کی عدّت کا زمانہ پورا ہو گیا تو خالد ابن سعید نے ان سے شادی کر لی اور اس کے بعد ان کے ساتھ ہمبستری کا ارادہ کیا تو اُمِّ حکیم نے ان سے کہا۔
"اگر تم اس وقت تک میرے ساتھ ہمبستری سے رک جاؤ جب تک کہ یہ لشکر یعنی رومی فوج منتشر ہو جائے تو بہتر ہے۔!"
(حضرت خالد خود بھی اس جنگ میں شریک تھے) وہ اُمِّ حکیم سے بولے۔
"میرا دل کہتا ہے کہ میں اس جنگ میں مارا جاؤں گا۔!"
اُمِّ حکیم نے کہا۔ بس تو پھر تم کر سکتے ہو۔ چنانچہ خالد ابن سعید نے اسی رات اپنے خیمہ میں ان کے ساتھ ہمبستری کی۔ صبح اٹھ کر انہوں نے دیکھا کہ سامنے رومی فوج صف بندی کر چکی ہے اور مقابلہ آرائی کے لئے تیار ہے۔ حضرت خالد فوراً ہی تیار ہو کر نکلے اور جنگ میں شریک ہوئے یہاں تک کہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔
اُمِّ حکیم کو شوہر کی شہادت کی خبر ہوئی تو صدمہ کی زیادتی کی وجہ سے انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور پھر اسی خیمے کی بَلّیاں اور ڈنڈے نکالے جس خیمہ میں خالد نے ان کے ساتھ ہمبستری کی تھی اس کے بعد یہ ان ہی ڈنڈوں سے رومی فوج پر حملہ آور ہوئیں اور سات رومیوں کو قتل کر ڈالا۔
ابو جہل کے متعلق زبان بندی کا حکم...... عکرمہ ابن ابو جہل کے آنحضرت ﷺ کے پاس مسلمان ہونے کے لئے آنے سے پہلے آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے فرمایا تھا۔
"تمہارے پاس عکرمہ ابن ابو جہل مسلمان اور مہاجر کی حیثیت سے آئیں گے اس وقت تم ان کے باپ کو گالیاں مت دینا کیونکہ مُردوں کو برا بھلا کہنے سے زندوں کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ برا بھلا میّت تک پہنچتا نہیں۔!"
مُردوں کو برا کہنے کی ممانعت...... ایک روایت میں یوں ہے کہ۔ مُردوں کو برا بھلا مت کہو کیونکہ وہ اپنے اعمال کی منزل پر پہنچ چکے ہیں۔
ایک دوسری روایت میں ہے کہ۔ مردوں کو برا بھلا مت کہو کیونکہ اس سے زندوں کو تکلیف اور اذیت پہنچتی ہے (یعنی اس مردے کے متعلقین اور عزیز و اقرباء کو اس سے تکلیف ہوتی ہے) ایک دوسری روایت میں ہے کہ اپنے مُردوں کی خوبیاں بیان کیا کرو اور ان کی برائیوں اور کوتاہیوں کی طرف سے زبان بند رکھو۔!
ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے عکرمہ نے شکایت کی کہ لوگ ان کو عکرمہ ابن

ابو جہل کہتے ہیں کیونکہ ابو جہل کا نام عمرو تھا اور لقب ابوالحکم تھا مگر آنحضرت ﷺ نے اس کی بد تمیزیوں اور جہالت کی وجہ سے اس کو ابو جہل کا لقب دیا تھا جس سے اس کی توہین مقصود تھی۔ لہٰذا عکرمہ کو جب عکرمہ ابن عمرو یا عکرمہ ابن ابو الحکم کہنے کے بجائے عکرمہ ابن ابو جہل کہا گیا تو قدرتی طور پر انہیں اس سے تکلیف ہوئی اور انہوں نے آنحضرت ﷺ سے اس کی شکایت کی آپ نے صحابہ سے فرمایا۔

"مُردوں کو گالیاں دے کر زندوں کو تکلیف مت پہنچاؤ۔!"

قاتل و مقتول کا یکساں درجہ...... اسلام قبول کرنے سے پہلے ایک جنگ میں عکرمہ ابن ابو جہل نے اپنے مقابلے کے لئے کسی مسلمان کو طلب کیا اور مقابلے میں مسلمان کو قتل کر دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔ ایک انصاری مسلمان نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا۔

"یارسول اللہ ! آپ کس لئے ہنسے جبکہ ایک ساتھی کے قتل پر ہمارے دل رو رہے ہیں۔"

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مجھے اس بات پر ہنسی آئی کہ یہ دونوں یعنی قاتل اور مقتول جنّتی ہیں اور ایک ہی درجہ کے ہیں۔

چنانچہ بعد میں خود حضرت عکرمہ بھی رومیوں سے جنگ کرتے ہوئے یرموک کی لڑائی میں شہید ہوئے جیسا کہ بیان ہوا (اب یوں کہنا چاہئے کہ یہ بات آنحضرت ﷺ کی نبوت کی نشانیوں میں سے ایک ہے کہ آپ نے عکرمہ کے اسلام قبول کرنے سے بھی پہلے ان کے مسلمان ہونے اور شہید ہونے کی طرف اشارہ فرما دیا تھا)

سارہ کے قتل کا حکم اور ان کا اسلام...... اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ پر سارہ نامی خاتون کے قتل کا حکم دیا تھا جو پھر مسلمان ہو گئی تھیں۔ ان کے قتل کا حکم دینے کا سبب یہ تھا کہ وہ مکے کی ایک گانے والی یعنی طوائف تھیں اور آنحضرت ﷺ کی ہجو اور توہین میں جو شعر لکھے جاتے تھے ان کو محفلوں میں پڑھا کرتی تھیں۔

یہ وہی خاتون ہیں جن کے پاس سے حاطب ابن بلتعہ کا خط پکڑا گیا تھا (جو فتح مکہ کے لئے آنحضرت ﷺ کے کوچ سے پہلے حاطب نے قریش کو اس کی اطلاع دینے کے لئے لکھا تھا اور ان ہی سارہ کے ہاتھ مکے بھیج رہے تھے تاکہ قریش کو پہلے ہی لشکر کشی خبر مل جائے اور وہ اپنی تدبیر کرلیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ اس بارے میں سخت رازداری برت رہے تھے)

غرض جب ان کے قتل کرنے کا حکم ہو گیا تو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے امان طلب کی آپ نے ان کو امان دے دی اور اس کے بعد یہ مسلمان ہو گئیں جیسا کہ بیان ہوا۔

حرث اور زہیر کے قتل کا حکم...... اسی طرح حرث ابن ہشام اور زہیر ابن امیہ کے متعلق قتل کا حکم دے دیا گیا تھا ان دونوں نے اُمِّ ہانی سے پناہ طلب کی جو حضرت علیؓ کی سگی بہن تھیں اور اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئی تھیں (یعنی جب انہوں نے ان دونوں کو پناہ دی اس وقت تک خود بھی مسلمان نہیں ہوئی تھیں)

اُمِّ ہانی کی امان...... چنانچہ حضرت اُمِّ ہانی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بالائی مکہ میں آکر فروکش ہوئے تو دو آدمی بھاگ کر میرے پاس آگئے جو میرے سُسرالی تھے۔ یعنی اُمِّ ہانی کے شوہر ہبیرہ ابن ابو وہب کے عزیزوں میں سے تھے۔ یہ دونوں میری پناہ لینے کے لئے آئے تھے۔ میں نے ان کو پناہ دے دی۔ علامہ ازرقی